

7208- کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلطی کر سکتے ہیں۔

سوال

میرا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ معصوم ہیں اور ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتے، اور بعض کہتے ہیں کہ ان سے غلطی ہو سکتی ہے، اور میرا شخصی طور پر یہ عقیدہ نہیں کہ وہ خطا کے بغیر ہیں وہ اس لئے کہ آپ بشر ہیں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ آپ قرآن و سنت سے صحیح رائے دے سکیں میں آپ کا مشورہ ہوں؟ اور اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے۔

پسندیدہ جواب

اول: آپ نے سوال میں لفظ خطا یا استعمال کیا ہے جس کا استعمال بہت بڑی غلطی ہے، کیونکہ خطا یا خطیئہ کی جمع ہے جس کا معنی گناہ ہے جو کہ انبیاء و رسل سے ہونا محال ہے، بلکہ صحیح یہ تھا کہ آپ خطا کا لفظ استعمال کرتے جس کا معنی غیر ارادی طور پر غلطی کرنا ہے اور پھر بعض اوقات غلطی عضو ہوتی ہے لیکن گناہ کا معاملہ اس طرح نہیں۔

دوم: اب رہا مسئلہ غلطی اور خطا کا تو انبیاء اور رسل علیہم السلام اور ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں نے کبھی بھی ارادی طور پر رسالت کے بعد کوئی ایسی غلطی نہیں کی جو کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں ہو اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور سب انبیاء و رسل علیہم السلام کبار سے معصوم صغیرہ کے علاوہ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(یہ قول کہ انبیاء کبیرہ گناہ سے معصوم ہیں صغیرہ کے علاوہ اکثر علماء اسلام اور سب گروہوں کا قول ہے، اور اسی طرح اہل تفسیر اور اہل حدیث اور اکثر فقہاء کا بھی یہی قول ہے، بلکہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین اور آئمہ اکرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین رحمہم اللہ جمیعاً سے اس قول کے علاوہ اور کوئی قول منقول نہیں) مجموع الفتاویٰ

(4/319)

اور اسی موضوع کے بارہ میں مندرجہ ذیل سوال لجنہ دائمہ کے سامنے پیش کیا گیا:

سوال:

بعض لوگ ان میں سے ملحد قسم کے لوگ بھی یہ کہتے ہیں کہ: انبیاء و رسل سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے، یعنی وہ بھی باقی لوگوں کی طرح غلطی کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔

اور وہ یہ کہتے ہیں کہ: سب سے پہلی خطا اور غلطی کا ارتکاب کرنے والا آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل تھا جس نے حابیل کو قتل کیا۔۔ اور داؤد علیہ السلام نے اس وقت غلطی کی جب ان کے پاس دو فرشتے آئے تو انہوں نے پہلے کی بات سن لی اور دوسرے کی نہ سنی۔۔ اور اسی طرح یونس علیہ السلام کا قصہ جبکہ انہیں مچھلی نے نگل لیا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قصہ، لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس میں ایسی بات چھپائی تھی جس کا کتنا اور ظاہر کرنا واجب تھا۔

اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کے ساتھ قصہ: جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ فرمایا کہ: تم اپنے دنیاوی معاملات کو زیادہ جانتے ہو، تو وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غلطی کی۔

اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نابینا صحابی کے ساتھ قصہ :- (وہ ترش رو ہوا اور منہ موڑ لیا، (صرف اس لئے کہ) اس کے پاس ایک نابینا آیا)۔

تو کیا حقیقتاً انبیاء اور رسل غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں، اور ہم ان گناہگار لوگوں کا رد کیسے کریں؟

جواب :

جی ہاں انبیاء و رسل سے خطا اور غلطی ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں اس غلطی پر رہنے نہیں دیتا بلکہ ان پر اور ان کی امتوں پر رحمت کرتے ہوئے انہیں ان کی خطا بتا کر اس لغزش کو معاف کر دیتا ہے اور اپنی رحمت و فضل سے ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، جس طرح کہ ان آیات میں غور فکر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے جو اس سوال کے موضوعات کے متعلقہ ہیں۔

اور یہ کہ آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹے باوجود اس کے وہ دونوں انبیاء میں سے نہیں پھر بھی اللہ عزوجل نے اس کا اپنے بھائی کے ساتھ غلط اور برے کام کو بیان کیا ہے۔۔ انتہی۔

عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ - عبد الرزاق عقیلی - عبد اللہ بن غدیان - عبد اللہ بن قعود "فتاویٰ اللجنة الدائمة (194/3) فتویٰ نمبر 6290

سوم : اور رہا مسئلہ رسالت سے قبل کا تو علماء نے یہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے رسالت سے قبل ان سے بعض صغیرہ گناہ سرزد ہوں لکن کبیرہ اور ہلاک کر دینے والے تو ممکن ہی نہیں مثلاً زنا، شراب نوشی، وغیرہ تو نبوت سے قبل بھی وہ ان سے معصوم ہیں۔

اور رہا یہ کہ رسالت و نبوت کے بعد تو صحیح بات یہی ہے کہ بعض اوقات ان سے صغیرہ ہو سکتے ہیں لیکن وہ ان پر ہی نہیں رہتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اور جمہور علماء سے جو عام نقل کیا جاتا ہے کہ وہ صغیرہ گناہوں سے معصوم نہیں لیکن وہ اس پر ثابت نہیں رہتے، اور نہ ہی علماء یہ کہتے ہیں کہ ان سے ان کا کسی حال میں بھی وقوع نہیں ہوتا۔

اور امت کے گروہوں میں سے عصمت مطلق کا قول سب سے پہلے نقل کیا گیا جو کہ رافضہ کا ہے اور وہ بہت بڑا ہے وہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ جو بھول اور تاویل اور سھو بھی ہو وہ اس سے بھی معصوم ہیں۔ مجموع الفتاویٰ (320/4)

= انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی تبلیغ میں معصوم ہیں :

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وہ آیات جو کہ انبیاء کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں وہ اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو بھی خبر دیتے ہیں اس میں وہ معصوم ہیں تو انکی وہ خبر حق ہی ہوتی ہے، اور نبوت کا معنی بھی یہی ہے کہ اللہ عزوجل نبی کو غیب کی خبر دیتا ہے اور نبی وہ غیبی خبر لوگوں تک پہنچاتا ہے، اور رسول اس بات کا مامور ہوتا ہے کہ وہ مخلوق کو دعوت اور ان کے رب کی رسالت کی تبلیغ کرے۔ مجموع الفتاویٰ (18/7)

چہارم : اور وہ خطا اور غلطی جو کہ بغیر قصد و ارادہ کے ہوتی ہے وہ دو طرح کی ہے :

دنیاوی امور میں غلطی کرنا تو اس کا وقوع ہو سکتا ہے اور اس کے وقوع میں رسول بھی باقی انسانوں کی طرح بشری ہیں اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوئی، وہ دنیاوی امور مثلاً: زرعی اور طبی اور لکڑی وغیرہ کے کام وغیرہ کے معاملات میں، وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تمہاری طرف تاجریا پھر مزارع یا ڈاکٹر و حکیم یا بڑھی بھیجا ہے تو ان معاملات میں خطا و غلطی فطرتی اور جبلی چیز ہے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کوئی جرح و قدح نہیں کر سکتی۔

رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کھجوروں کی تعلق کر تے تھے، یعنی زکھور کا شکوفہ مادہ میں لگاتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ کیا کرتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اسے ملا تے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم یہ نہ کیا کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، تو انہوں نے یہ کام چھوڑ دیا تو کھجوریں کم ہوئیں جس کا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہوں جب میں تمہیں تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اسے قبول کر لیا کرو، اور جب میں اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (2361) اور تائید تعلق کے معنی میں ہے۔

تو ہم دیکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ میں خطا کر گئے جو کہ ایک دنیاوی معاملہ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں لیکن وہ دینی معاملات میں خطا نہیں کرتے۔

اور رہا یہ معاملہ کہ دینی معاملات میں غیر ارادی اور غیر قصد کے خطا تو اس میں علماء کے اقوال میں سے راجح قول یہ ہے کہ اس طرح کی غیر ارادی غلطی نبی سے ہو سکتی ہے لیکن یہ فعل کے اعتبار سے خلافت اولیٰ ہے۔

تو نبی علیہ السلام کو ایسا مسئلہ پیش آ سکتا ہے جس کے بارہ میں اسکے پاس شرعی نص نہیں جس کی طرف رجوع کر کے اسے حل کرے تو نبی علیہ السلام اسے اپنی رائے سے حل کرتے ہیں جس طرح کہ علمائے اسلام میں سے کوئی عالم اجتہاد کرے تو اگر وہ اجتہاد صحیح ہو تو اسے ڈبل اجر ملتا ہے اور اگر اس میں وہ خطا کر لے تو اسے ایک اجر ملتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی اسی طرح ہے کہ (جب کوئی حاکم فیصلہ کرتے ہوئے اجتہاد کرتا ہے تو اگر اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اسے ڈبل اجر ملے گا اور اگر اس نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کر بیٹھا تو اسے ایک اجر ملے گا) صحیح بخاری حدیث نمبر (6919) صحیح مسلم حدیث نمبر (1716) اسے ابو حریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔

تو ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں ہو بھی۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے جنگ بدر کے دن قیدیوں کے متعلق مشورہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو تمہاری قید میں دے دیا ہے، تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردنیں اتار دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو تمہاری قید میں دے دیا ہے حالانکہ کل تک تو وہ تمہارے بھائی تھے۔

تو راوی کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردنیں اتار دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کر لیا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور لوگوں کے سامنے وہی بات دہرائی، تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ پسند فرمائیں تو انہیں معاف کر کے ان سے فدیہ وصول کر لیں۔

تو راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھرہ انور سے وہ غم جاتا رہا جو کہ اس سے پہلے تھا، تو راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمایا اور ان سے فدیہ قبول کر لیا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمادی :

﴿نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ ان کے پاس قیدی ہوں قبل اس کے کہ وہ زمین میں کافروں کا خوب قتل کر لیتے تم لوگ دنیاوی فائدے سے چاہتے تھے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آخرت کی بھلائی چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ زبردست بڑی حکمتوں والا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بات پہلے سے لکھی نہ جا چکی ہوتی تو تم نے جو مال قیدیوں سے لیا ہے اس کے سبب سے ایک بڑا عذاب تمہیں آ لیتا﴾۔ الانفال/66-67 مسند احمد حدیث نمبر (13143)

تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس حادثہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس مسئلہ میں کوئی صریح اور واضح نص نہیں تھی کہ قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد اور اپنے صحابہ سے مشورہ کیا تو ترجیح میں خطا ہو گئی کہ اولیٰ تو یہ تھا کہ انہیں قتل کیا جائے تاکہ کفر کی کمر ٹوٹ جائے اور فدیہ لینا جائز تھا تو آپ نے کم ترجیح کو اختیار کیا جس میں خطا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمادیں۔

تو اس طرح کہ حادثات و واقعات حدیث اور سنت میں بہت ہی کم ہیں تو ہمارے لئے یہ واجب ہے کہ ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ انبیاء و رسل معصوم ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت نہیں کرتے۔

اور ہمیں انتہائی زیادہ متنبہ رہنا چاہئے کہ جو یہ کہہ کر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی امور میں خطا کر سکتے ہیں اس کا ارادہ ہو کہ وہ وحی میں طعن کرے، حالانکہ ان دونوں دینی اور دنیاوی امور میں بہت فرق ہے، اور ایسے ہی ہم ان گمراہ لوگوں سے بھی ہوشیار رہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بعض وہ احکام شرعیہ جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں وہ اجتہادات شخصہ ہیں ان میں خطا و صواب کا امکان ہے، ان گمراہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿اور وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے توبہ لیتے ہی نہیں یہ تو وحی ہے جو کہ ان کی طرف وحی کی جاتی ہے﴾۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں انحراف سے دور رکھے اور گمراہی سے بچائے، آمین۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔